و نمبر ۱ بابتہ ماہ جولائی سنہ ۱۹۴۲ء

معارف

مجلس دار المصنفین کا ماہوار علمی رسالہ

مرتبہ

سید سلیمان ندوی

قیمت پانچ روپیہ سالانہ

دفتر دار المصنفین اعظم گڑھ

"جلد ۵۰" ماہ جمادی الاخری ۱۳۶۱ھ مطابق ماہ جولائی ۱۹۴۲ء "عدد ۱"

مضامین

شذرات	سید سلیمان ندوی	۲ - ۴
عہد نبوی کے عربی ایرانی تعلقات	جناب ڈاکٹر محمد حمید اللہ صاحب استاذ جامعہ عثمانیہ	۵ - ۲۲
قصص الحق،	پروفیسر سید نواب علی صاحب سابق وزیر تعلیم جوناگڈھ	۲۳ - ۳۰
بنو امیہ کے عہد میں نثر کا سرمایہ،	جناب مسعود حسن صاحب شمسی متعلم ایم اے کلکتہ یونیورسٹی	۳۱ - ۳۸
بیدل اور تذکرۂ خوشگو،	جناب قاضی عبدالودود صاحب بیرسٹر پٹنہ	۳۹ - ۵۲
رومانیہ کے مسلمان،	"م"	۵۳ - ۵۶
اندلس کا دماغی ترکہ کتب خانہ اسکوریال میں،	"ع"	۵۷ - ۶۰
اخبار علمیہ،	"م"	۶۱ - ۶۳
مردانِ حق کی تلاش،	جناب یحییٰ اعظمی،	۶۴ - ۶۵
منکر خدا سے،	جناب حسرت ترمذی۔ بی اے ایل ایل بی،	۶۵ - ۶۶
یادگار اخگر،	جناب اخگر مرادآبادی،	۶۶ - ۶۷
جذباتِ اثر،	جناب اثر رحمانی رامپوری،	۶۷ -
محمد علی کی خود نوشتہ سوانح عمری کا کچھ حصہ،	"ص ع"	۶۸ - ۷۵
مطبوعات جدیدہ،	"م"	۷۶ - ۸۰

بیدل اور تذکرۂ خوش گو

از

جناب قاضی عبدالودود صاحب بیرسٹر

(بسلسلہ مئی سنہ ۴۲ء)

سفینۂ خوشگو کی تیسری جلد میں خوشگو کا ترجمہ نہیں لیکن دوسرے شعرا کے تراجم میں ضمناً خوش گو نے اپنے حالات لکھے ہیں، اُس کا وطن متھرا[1] تھا، سالِ وفات معلوم نہ ہو سکا لیکن قرائن کہتے ہیں کہ گیارھویں صدی کے اواخر یا بارھویں کے اوائل میں پیدا ہوا ہوگا، سرخوش[2] اور گلشن[3] کی شاگردی کا اُس نے اقرار کیا ہے، لیکن باوجود اس غیر معمولی عقیدت کے جو اُسے بیدل سے ہے، اُس نے صریح الفاظ میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ میں بیدل[4] کا شاگرد ہوں، اس سے خیال ہوتا ہی کہ وہ باقاعدہ شاگرد نہ تھا،

سفینۂ خوشگو کی تیسری جلد جس میں معاصرین کے حالات ہیں، بہت کمیاب ہے، اور ہندوستان کے

---

[1] سفینۂ ترجمۂ بیکس، قدرت اللہ شوق نے بندرابن (ضلع متھرا) وطن لکھا ہے

[2] "راقم خوشگو اوّل در عمر چہاردہ سالگی مشقِ خود را بہ نظرِ اصلاحش می گذرانید از روے کمال عنایت تخلص خوشگو عنایت فرمود" "بر فقیر حقوقِ پدرانہ دارد" ترجمۂ سرخوش

[3] گلشن کی "بندگی خاص و شاگردی" کا اعتراف کیا ہے، ان کا ترجمہ اس بیت سے شروع ہوتا ہے، ؎

گلشنِ معنیٰ جناب شیخ سعد اللہِ ما
قبلۂ ما، میر ما، استادِ ما و شاہِ ما

[4] آرزو نے جن سے اصلاح لینے کا خوشگو کو اقرار ہے، مجمع النفائس میں لکھا ہے:-

"استفادۂ بسیار از بیدل و سرخوش و گلشن نمود، از مدت بست و پنج سال بہ ایں ہیچ مداں ربط کلی بہم رسانیدہ و ایں عاجز ہم در تربیت او بہ تقصیر از خود راضی نہ شود و نیست"

ی مشہور کتب خانے میں کتبخانہ مشرقیہ بانکی پور کو چھوڑ کر، اس کا کوئی نسخہ نہیں، نسخۂ بانکی پور کی کتابت ۱۱۷۱ھ میں ہوئی ہے، اور غالباً اس کا منقول عنہ کوئی ایسا نسخہ تھا جو میر عبد الولی عزلت کی نظر ے گذر چکا تھا، کاتب نے ان حواشی کو بھی نقل کر لیا ہے جو عزلت نے لکھے تھے، یہ صحیح نہیں کہ سفینۂ شگو عشرہ ششم میں تمام ہوا ہے، اس میں بعض واقعات اس کے بعد کے بھی درج ہیں[1]،

جلد ثالث میں بیدل کے حالات اور ان کی طرف اشارات دوسرے شاعروں کے تراجم ں بھی ملتے ہیں

"مربیان بیدل، اعظم شاہ، نقاد سخن و قدر دانِ این فن، بے دل[2]، راسخ، سالم، شہرت شعرائے رگاہ او بیند و بارہا بہ صلہ ہائے گراں مند امتیاز یافتہ اند، میاں سرخوش در جنگ نامہ احوالِ او گفتہ مرزا بے دل صاحب بریں دو بیت صاد کردہ اند:

ز شمشیر وے ہمہ نہ می داشتے — کہ ابروے معشوق پنداشتے
نہ بود از سیاہیِ فوجش ہراس — کہ کردے خط و خالِ خوباں قیاس"

خوشگو نے تاریخ ذیل اعظم شاہ کے نام لکھی ہے "مرہٹا ہٹا بھاگیا" لیکن اس سے ۱۰۹۱ نکلتا ہے، رہٹا کو ہائے مختفی سے لکھیں تو ۱۰۹۵ برآمد ہوگا، خوشگو کے قول کے مطابق[3] ۱۰۹۴ نکلنا چاہئے، یہ دو شعر بھی عظم شاہ کے ہیں،

غمے بس است بر دلے اجل فضو — نیست سرائے سینۂ ما خانۂ نزد نیست
راہ نگاہ را ز من از ہمہ باب بستہ — روزنِ نظارہ را شب بہ خواب بستہ

عاقل خاں[4] رازی تخلص، عسکری نام تھا، صاحب مثنویات و دیوان، آخر عمر میں صوبہ دار شاہجہاں آباد

---

[1] وفات تحقیق عظیم آبادی [2] کہیں خلاصہ اور کہیں اصل الفاظ نقل ہوئے ہیں، تعظیمی الفاظ اکثر نکال دئے گئے ہیں،

[3] اعظم شاہ کی ایک فارسی تاریخ اعظم جہاد کن بھی سفینہ میں ہے، اس سے ۱۰۹۴ نکلتا ہے [4] ماثر الامرا میں ہے دیکھو حاشیہ صفحہ

"خود را یکے از اغواث و اقطاب زمانہ می دانست، حضرت میرزا بیدل از صحبت شاں این ہمہ سامان استادی و تصوف بہم رسانید، و ہرگاہ شعر میرزا را احسنت و تحسین می فرمود میرزا بر می خاست و تسلیم بجا می آورد، این معنی از روے حرمت و بزرگی بود نہ از راہ شان امارتش، و وے مرید شیخ برہان شطاری برہان پوری بود، چناں چہ ملفوظات شیخ بزرگوار خود نوشتہ،،

سال[1] وفات ۱۱۰۸ھ، بیدل[2] نے ایک غزل لکھی ہی جس کے ہر مصرع سے تاریخ وفات نکلتی ہی، شکراللہ خاں، خاکسار تخلص، سادات خواف سے تھے اور عاقل خاں رازی کے داماد، صاحب دیوان ہیں اور شرح مثنوی مولوی کے مصنف، عالمگیر کے زمانہ میں "گرد شاہجہان آباد" کے فوجدار تھے، وفات ۱۱۱۲ھ[3]؛ "شکراللہ خاں، شاکر خاں، کرم اللہ عرف عاقل خاں پسرانش مدت مدید بعد پدر خود بودند و خدمت گاری میرزا بیدل صاحب می نمودند"

121767 97/1980

عاقل خاں عاشق تخلص، کرم اللہ، خلف شکراللہ خاں کہ دخترزادہ عاقل خاں رازی، بیدل کے صاحب دیوان شاگرد تھے، اور ان کے طرز خاص اور انہی کی زبان میں شعر کہتے تھے، " در جمع

(بقیہ حاشیہ ص۴۰) کہ دارالانشا ہیانِ عالمگیری سے تھا، دوسرے عہدوں پر مامور رہنے کے بعد ۲۲ سنہ جلوس میں بخشی گری تن تھا، اور سال ۴۴ میں صوبہ داری شاہ جہاں آباد ملی، شاہ برہان الدین راز الٰہی سے بڑی عقیدت رکھتا تھا، رازی تخلص کی یہی وجہ ہے

[1] مآثر الامراء میں ۱۱۰۸ھ ہے لیکن بیدل کے کلیات سے بھی ۱۱۰۸ھ ثابت ہوتا ہے

[2] ایک نہیں دو غزلیں ایسی لکھی ہیں، ایک غزل کے بعض مصرعے خوشگو نے بھی نقل کئے ہیں، یہ ہیں،

ولے پیوندِ سخن بیجاں نماند　　تکیہ گاہِ صاحبِ عرفاں نماند
رفت از آفاق لطفِ عدل و داد　　برکتِ دیں قدوۂ انساں نماند
قطبِ اقطابِ حقائق باریست　　سالکے در کشورِ امکاں نماند،
مجمع اسنادِ بے شیرازہ شد　　رابطِ اقلیمِ ہندستاں نماند
ہادیِ انوارِ لطف از دیدہ رفت　　مہدیِ جم جاہ عاقل خاں نماند

[3] آزاد نے سرو آزاد میں سالِ وفات ۱۱۰۰ھ لکھا ہے، اسکی تحقیق آیندہ کیجائے گی،

شاگردانِ آں حضرت رتبۂ خلافت داشت۔" عہد بہادر شاہ میں دیوان صوبۂ لاہور تھے،

"عزلتے[1] در شکوۂ دیر نویسی خطوط بہ خدمتِ مرزا فرستادہ بود، آں جناب بعد مطالعہ فرمودند کہ فکر عاشق ہمہ معشوقانہ افتادہ، و او خود پایۂ فکر از ما ہم گذرانیدہ، لیکن چوں خاطرش عزیز است موافق استدعائش اصلاح لفظے در مطلع او ہم باشد و مطلع این ست۔

زمانہ می کند آں آشنائے ما　　از ما دلش پُرست کہ خالی ست جائے ما

مرزا صاحب بجائے لفظ آشنائے ما، بے وفائے ما رسانیدہ۔"

عین جوانی میں ۱۱۲۴ھ میں انتقال کیا، مرزا وفات کی خبر سے دیر تک اشکبار رہے،

"نواب ذوالفقار خاں کہ مبلغ دو صد اشرفی بہ خدمتِ میرزا ایثار گذرانیدہ بود، ہمہ آں را بہ عاقل خاں بخشیدہ بودند کہ در آں وقت از طرف خرج معسر بود۔"

منعم خاں خان خاناں، منعم تخلص، بہادر شاہ کے وزیر کل، الہامات منعمی، مکاشفات منعمی وغیرہ کے مصنف، وفات ۱۱۲۳ھ،

"وقتے ایں سہ بیت کہ تازہ گفتہ بود پیش میاں صادق[2]، القا خواندہ، و ایشاں نقل کردند، بعد ازاں مرزا بیدل و دیگر شعرا بہ جوابِ آں پرداختہ اند،

چہ شد گر مفلسم فرماں روائے ہفت اقلیم　　حروفِ سکّہ ام امّا نہ در بند زر و سیم
من از صحرا نوردانِ جنون قدر دگر دارم　　بیاباں می کند از گرد باد اندازِ تعظیم
سپندم، شعلہ ام، سوز دل پروانۂ عشقم　　کدامیں شمعِ محفل سوختن ہا کرد تعلیم

---

[1] اس کے متعلق میرزا کا کوئی خط رقعات بیدل کے مطبوعہ اور قلمی نسخوں میں نہیں [2] ان کا دماغ خراب تھا، خوشگو لکھتا ہے "فقیر مجمع شعراء دادہ بود بہ طلب ایشاں رفت، فرمودند شاعر ناصر علی بود، خود گذشت، بیدل قدرے وقوفِ سخن داشت، فہم مردم حالا شاعر منم، ایں زر کہ ناحق در ضیافت صرف می کنی بہ من دہ کہ در شراب شاہد صرف کنم،

نظام الملک، شاگرد بےدل، ’’ ہرگاہ بہ خانہ مرزا تشریف می آورد، میرزا شرائط استقبال بجا آوردہ، ہم دست شدہ، اندرونِ دولت خانہ می برد، و صحبتِ رنگیں می داشت، و از اقسامِ اطعمہ حلوائے بیضۂ مرغ بہ مذاقش گوارا افتادہ، بہ میرزا اکثر فرمایش آں می نمود، در وقت رخصت چوں مرزائے مرحوم کتابے از قدما مثل کیمیائے سعادت و نفحات و دیگر ازیں عالم می گذرانید می گفت ازیں کتب ذخیرہ ہا در خانہ دارم، از تبرکات تصنیفات خود عنایت کنید و کتب و سفائن دست خط میرزا با خود می برد‘‘

معاصرین و احباب میرزا، سرخوش، فقیر خوشگو شاہ گلشن را وسیلہ برانگیخت کہ ایشاں را بریں پایہ باید آورد کہ بہ خانۂ میرزا بیدل رفتہ صحبت دارند کہ ملاقات دو صاحب کمال فائدہ ہا دارد چہ از مدت ممتد بنابر بعضے اسباب درمیانِ ایں ہر دو بزرگ جدائی[۱] بود، شنیدہ فرمود ’’ہوس تماشائے جنگِ فیلاں دارید، ایں مطلع گفت و پیش ایشاں خواند،

از فضلِ حق ز ہر دو جہاں رم گرفتہ ایم   یک در گرفتہ ایم و چہ محکم گرفتہ ایم

فرمود فضل حق ہمہ جا می باید الّا دریں بیت‘‘

(خوشگو نے لکھا ہے کہ آرزو اس اعتراض کو غلط سمجھتے ہیں) سال وفات سنہ ۱۱۲۶ھ فضل وحق سے ہو کر نکلتا ہے

ایزد بخش[۲] رسا، عزت کے شاگرد تھے، شیعہ سے سنی ہو گئے، سنی تخلص رکھا،

---

[۱] سرخوش کلمات الشعراء میں لکھتا ہے، ’’فقیر بہ اشارۂ میاں ناصر علی چند بیت ایشاں (یعنی بیدل) را از راہِ شوخی بہ پیش مصرع رسانیدہ مطلع برجستہ ساختہ اگرچہ ایشاں شنیدہ محظوظ نہ شدند، از روے غیرتے کہ تلامذۂ رحمٰن را باشد بد بردند، اما یاران منصف و عزیزانِ نازک فہم بسیار پسندند‘‘ حکایتے در محیط اعظم میرزا بیدل بہ یازدہ بیت تمام کردہ بودند، فقیر در دو بیت رباعی بہ فصاحت تمام درست نمود‘‘ سرخوش نے مرزا کی تعریف بھی کی ہے: ’’سرآمد سخنورانِ کامل‘ استاد فن امروز در شاہجہان آباد کوس رستمی می نوازد و دادِ سخنوری می دہد، در فقر و توکل بادشاہِ وقت خود‘‘ [۲] ان کے نام کے کئی خط رقعاتِ بیدل میں ہیں، جہاں تک مجھے یاد ہے، ایک صاحب نے بہارستانِ سخن کے حوالہ سے لکھا تھا کہ ناصر علی نے ایک شعر لکھا تھا جس پر انھیں بڑا ناز تھا، میرزا کے اشارے سے انکے شاگرد عبرت نے اس کا جواب لکھا تھا،

"بے دل کہ با ایشان بسیار بودی فرمودند کہ روزے در اثنائے صحبت با وے گفتم کہ مارا در آخر تخلص شما لفظ "ی"، نمی آید، نظر بہ قامت دراز خود رسا مقرر سازید، قبول نمود و برخاست و تسلیم بجا آورد"

وفات ۱۱۱۹ھ،

میر محمد زمان راسخ، "با بے دل خیلے مربوط بودہ میر و مرزا و حاجی اسلم، سالم و حکیم شیخ حسین شہرت در گجرات بہ لشکر شاہی باہم ہم طرح بودہ اند" وفات ۱۱۰۸ھ،

ناصر علی سال وفات بے دل نے "رنگ ناز شکست"[1] سے نکالا، ۱۱۰۸ھ،

ناظم خاں فارغ قمی، ایران سے سندھ آئے، سندھ سے دہلی، ناظم خاں خطاب فرخ سیر نے دیا، شاہنامہ کے مصنف ہیں، اوائل عہد محمد شاہ میں وفات پائی،

حاجی محمد اسلم سالم، اعظم شاہ کے گجرات میں نوکر رہے تھے، اعظم شاہ کے مقتول ہونے کے بعد وارد دہلی ہوئے، بے دل سے اخلاص قدیم تھا، ملنے کے لئے آئے، شعر و سخن کی صحبت رہی، بیدل نے چند شعر سنائے، سالم نے کہا،

"این ہمہ شنیدم، آن چہ دریں روزہا بر حاشیہ نوشتہ شد از آن ہم باید خواند و غرض ازیں داشت کہ ترقی فکر معلوم کند، مذاقش ازیں جا تصور باید کرد کہ باہم چہ مرزا بے دل این قسم حرف زدہ و مرزائے مرحوم در تمام عمر دیوان کسے بہ تلاش و طلب نہ فرمودہ، مگر دیوان حاجی کہ چند شبانہ روز در مطالعہ داشت"

وفات ۱۱۱۹ھ،

نعمت خاں عالی، "مرزا بیدل ہر گاہ نامش بر زبان می آورد، بہ خطاب حاجی ہجوی یاد می فرمود"

وفات[2] ۱۱۲۲ھ

آقا ابراہیم، فیضان، پسر آقا محمد حسین خاں، ناجی، "اکثر اوقات در خانۂ او مجمع شعرا می بود، میرزا بیدل

---

[1] کلیات میں نہیں [2] سال وفات میں اختلاف ہے،

صاحب را طلب می داشت، و ضیافت ہای نمود، صحبت ہاے رنگیں واقع می شد، فقیر مولف خوشگو ریزہ چینِ فیوضات آں مجلس است۔" وفات ۱۱۲۴ھ۔

مرزا محسن، ذو القدر تخلص، اوائل در سرکار شجاع در فرقۂ سپاہیاں انتظام داشت، و با بے دل از صغرِ سن محشود و ہم طرح بود.... فقیر او را در کمالِ پیری کہ از نود متجاوز بود در مجلسِ مرزا مغفور دیدہ ام" وفات عہد فرخ سیر میں ہوئی،

حسین شہرت، با بے دل در سرکار اعظم شاہ یک جا گذرانیدہ" تاریخِ وفات ۱۱۲۹ھ "شہرت مرد"[1] سے نکلتی ہے،

خواجہ عبد اللہ ساقی، اعظم شاہی، از یارانِ بے دل،

عظمت اللہ بے خبر، "از صحبت وے بسیار محظوظ شدند" آزاد بلگرامی کے حوالہ سے بے خبر اور بے دل کی ملاقات کا حال لکھا ہے جو ید بیضا اور سروِ آزاد میں موجود ہے،

"تلامذہ و مستفیدانِ بے دل، معنی یاب خان شاعر، از شاگردانِ رشید، ہمیشہ خدمتِ متعلقان بے دل می کرد، و بہ سبب او ہنگامۂ عرس گرم بود، مرزا بسیار رش می خواستند، از روے عنایت عصا و شمشیرے بہ او بخشیدہ بودند، چنانچہ تا حال بہ دست داشت۔" وفات ۱۱۵۰ھ،

محمد احسن سامع، بیدل سے فیض یاب ہوئے، "علی التواتر بہ خدمت ایشاں می رسید و مستفید می شد" لیکن بعدِ وفات بے دل شاگردی شہرت کی وجہ سے بے دل کے حقوقِ شاگردی کو بالکل فراموش کر گئے،

گور بخش حضوری، "با بے دل سالہا صحبت داشتہ مشقِ سخن بہ کمال رسانیدہ"

میر محمد احسن، ایجاد[2]، اعظم شاہ کے لشکر میں تھے "در آں جا با بے دل و سالم و گلشن صحبت ہاے

---

[1] خوشگو کہتا ہے کہ یہ مادہ تاریخ میرا ہی، لیکن یہی سرو آزاد میں بھی ہے

[2] ایجاد کے نام کا خط رقعات میں ہے، ان کی سفارش بھی ایک امیر سے کی تھی،

مستوفی داشتہ، شاگرد بے دل، تخلص بے دل کا عطیہ، وفات سنہ ۱۱۳۲ھ،

میر عبد الصمد سخن، سخن[1] تخلص از بے دل یافتہ"، اوائل میں شاگرد تھے، وفات سنہ ۱۱۴۱ھ

شیخ عصمت اللہ کامل،" از بے دل تخلص یافتہ، روزے جدھر خردے خوش اسلوب ازساخت برہان پور نذر ایشاں آورد، مرزا فرمود ترکیب ایں جدھر بہ نشان برہان پور برہان قاطع ست کامل نظر بر رعایت دو ایہام دریں رعایت کردہ، تصدق گردید، وے چوں ہم را منصب داران قلیل البضاعت بسر می برد روزے ... در شکوۂ کم قراری خویش برخواند

فلاطوں گر بیاید می شود عاجز بہ تدبیرم
کہ منصب آتشیں داغے شد و جاگیر جاں گیرم

ہماں دم آں حضرت بجاے آتشیں، لفظ آتشک رسانیدہ اصلاح فرمودند" وفات عہد فرخ سیر

حافظ محمد جمال، تلاش، از تخلص یافتگانِ بے دل، در عہد عالم شاہ دید نقش می شد، میرزا بیدل ازیں بیتش محظوظ بودند،

بروز عید ہر شاہ و گدا گم می کند خود را
تو رفتی بر سمند ناز و من از خویشتن رفتم

احمد عبرت، مرزا بے دل را توجہ خاص با او بود، چنانچہ برکت انفاس متبرکۂ ایشاں بہ پایۂ خوش فکری رسیدہ، تخلص از آں جناب یافت" وفات سنہ ۱۱۳۵ھ، از سانحۂ او تا دیرے اشکبار بودند"

سید مرتضیٰ قانع، "گویند شاگرد بے دل" میر معصوم وجدان، چندے شاگرد بے دل۔

محمد اشرف، حسرت، مہر علی، بے کس، سری گوپال تمیز، محمد پناہ قابل، تلامذۂ بے دل،

محمد عطاء اللہ عطا[2] تخلص، از ساکنانِ امروہہ مراد آباد بود، طبع رسا داشتہ، در عہد مبارک محمد شاہی بہ توجہ ... رائے صاحب اندرام، مخلص بہ خطاب خانی سرفرازی یافتہ، از شاگردان مرزا بے دل بود طبعش بہ لطائف و ظرائف بیشتر میل داشت، ہرگاہ در بزم شریفش بار می یافت، مرزا اسے مرحوم

---

[1] سخن کے نام کے خط بھی رقعات میں ہیں [2] نکات الشعرا میں بھی عطا کا ترجمہ ہے،

برائے خاطر او اشعار موحدانہ موقوف نمودہ، ہزلیات در میان می آورد، و اکثر می فرمود، استحقاقِ تتبع و تلمذ دیوانِ ہزلیات عطا دارد، وقتے مرزائے مغفور، قلمدانے و بیاضے کہ از اشعار منتخب خود نوشتہ بود بہ او عنایت فرمود، ایں رباعی در شکر آں گذرانید:

بیدل شہ اقلیم کمالِ ہر فن   از گوشۂ چشم تا نظر داشت بہ من
از روے عنایتِ قلمدان و بیاض   فرمود مرا وزارتِ ملکِ سخن

بہ ہمہ حال مرد عزیزے بود، حرکاتِ نمکیں ازو سر می زد و زینتِ مجلس ہا بود، روزے تاریخ وفات میرزا بیدل در مجمع شعرا می خواند و می گفت صفت، آں ست کہ در وزنِ خالق باری گفتہ ام:
عبدالقادر بیدل رفت، در سال ہزار و صد و سی و ششم در دار الخلافہ بہ رحمتِ حق پیوست، و از وفاتش رونقِ مجمعِ عرس میرزا برہم خورد و اشعارش کم بدست آمدہ ایں قدر بہ یاد ماندہ۔"

برخوردار بیگ فردی، شاگرد بیدل وفات سنہ ۱۱۱۹ھ "در احمد آباد بہ سبب نوکری..... بادشاہی بسیار ماندہ۔"

شاہ گلشن، "اکثر بہ زبان می راند کہ در زمانے کہ ... بیدل صاحب سی ہزار بیت شدہ، در فکر سخن ترقی کرد، میاں ناصر علی از ترقی باز آمدہ بہ ہر قدر کہ نصیب گردد، در ساخت من تازہ بہ فکر آمدہ بودم، ایں ہر سہ دور یکے بود، میرزا بیدل تخلص من گلشن[1] بہ ایشاں، و تخلص سخن بہ میر عبدالصمد بہ یک روز عنایت کردہ۔" وفات جمادی الاولیٰ سنہ ۱۱۴۰ھ، "جاے گلشن بہشتِ ابدی" سے تاریخ نکلتی ہے،

سکھراج سبقت، وطن اصلی نواح لکھنؤ، آبا و اجداد اسد خاں وزیر کے نوکر تھے، سبقت بہت

---

[1] یہاں پر کوئی لفظ معلوم ہوتا ہے کہ چھوٹ گیا ہے، آرزو نے مجمع النفائس میں گلشن کی زبانی لکھا ہے کہ میرزا تخلص بہ من داد چوں نسبت گل و گلشن (شاہ گل ان کے پیر تھے) ملاحظہ کردم اختیار نمودم، و شاید دو سہ جا تغیر و تبدیل در اشعار من کردہ باشند"

علوم میں دستگاہ رکھتا تھا، اور "فنون سیاق" میں یگانۂ آفاق تھا، "از شاگردانِ بے دل بود و میرزا اکثر می فرمودند کہ سبقت بر جمیع ہندو بچگاں فائق ست"

کچھ دنوں سید اسد اللہ خاں معروف بہ نواب اولیا، عمہ زادہ سید قطب الملک کا میر سامان اور دیوان رہا، دکن کی لڑائیوں میں امیر الامرا حسین علی خاں کے ساتھ شریک تھا، امیر الامرا کو داؤد خاں پر جو فتح ہوئی تھی، اس کے حال میں سات سو شعروں کا جنگ نامہ لکھکر پیش کیا تھا، اور یانصدی منصب پر سرفراز ہوا تھا، ہنگامۂ سادات کے رفع ہونے کے بعد مالوہ میں تین سو سواروں کا جمعدار تھا، راجا گردھر بہادر سے جن کا ملازم تھا جھگڑا ہوگیا، اسی میں قتل ہوا "کرد کھراج زما سبقت" سے تاریخ وفات (۱۱۳۵ھ) نکلتی ہے، دیوان میں دس ہزار کے قریب شعر تھے، ضائع ہوگیا،

"فقیر خوشگو از عنفوانِ شعور بہ خدمتش بندگی داشتہ، در مسائل عروض و قافیہ و معما و اکثر دواوین تازہ گویان پیش او گذرانید، چون نسبت ہم عمری داشتیم، بے تکلفانہ توجہ نمود"

مغل خاں صفت و قایل[۱]، شاگرد، وفات بے دل کی تاریخ ختم کلام سے نکالی ہے، لیکن اسمیں ۲ کا اضافہ کرنا ہوگا "از سر بینائی دل گفتہ شد ختم کلام" وفات ۱۱۴۲ھ،

میر محمد علی، رائج؛ "شنیدہ شد کہ او شاگرد غائبانہ میرزا بے دل ست، و برخے گویند شاگردی میر محمد زمان راسخ کردہ"

اندرام مخلص[۲]، اوائل میں بے دل کے شاگرد، شیورام داس حیا، شاگرد، وفات ۱۱۴۴ھ

حکیم چند ندرت، "بارہا صحبتِ بے دل، و دیگر شعرائے نامدار یافتہ"

---

[۱] اردو کے بھی شاعر تھے، ملاحظہ ہو تذکرۂ فتح علی خاں گردیزی [۲] توقع تھی کہ مخلص کی مرآۃ الاصطلاحات (یا مرآۃ المصطلحات اس وقت نام ٹھیک یاد نہیں) جس میں بہت سے شاعروں کا ذکر آگیا ہے، بے دل کے ذکر سے خالی نہ ہوگی، لیکن اس میں بے دل کے متعلق کوئی بات نہیں ملی،

نصرت، کشمیری الاصل، متوطن لاہور، بے دل کی یہ بیت خود دیوان میں ہی، لاہور میں نصرت[1] کے نام سے مشہور ہے،

چشم پوشیدہ تواں کرد سفر
چہ[2] قدر راہِ فنا ہموار ست

جلد ثالث کا قلمی نسخہ اغلاط سے خالی نہیں، لیکن اغلاط اتنے زیادہ نہیں جتنا ترجمۂ بے دل کی نقل کو دیکھکر میں سمجھا تھا، یہ نقل ایک عربی کے فارغ التحصیل طالب العلم نے کی تھی، اور کتابت کے بعد ایک بار میری ہدایت کے مطابق اصل سے اس کا مقابلہ بھی کر لیا تھا، یہ اطمینان ہو جانے کے بعد کہ نقل میں جو اغلاط ہیں وہ اصل سے مطابق ہونے کی وجہ سے ہیں، میں نے اسے معارف کو بھیجدیا تھا، اسکی اشاعت کے بعد جب میں نے خود اصل سے مقابلہ کیا تو معلوم ہوا کہ، گو چند اغلاط کی ذمہ داری کاتب سفینہ اور کاتب معارف کے سر ہے لیکن بیشتر اغلاط نقل کرنے والے صاحب کی بے پروائی کا نتیجہ ہیں، تصحیح میں گل رعنا مصنفۂ شفیق اور سفینۂ عشرت مصنفۂ درگا داس سے بھی مدد لی ہے، ان دونوں تذکروں میں بے دل کا حال بڑی حد تک سفینۂ خوشگو سے لیا گیا ہے، اور جا بجا سفینۂ خوشگو کی عبارتیں آگئی ہیں، بعض امور کے متعلق میں نے جناب ریاض حسن خاں صاحب خیال کے مشوروں سے فائدہ اٹھایا ہے، اور اُن کا بہ غایت ممنون ہوں،

ان اغلاط کی تصحیح حسب ذیل ہے:

صفحہ ۳۵۰ ترجمۂ بیدل کی ابتدا اس عبارت سے ہوتی ہے (جو حذف ہوگئی ہے)

---

[1] عزلت نے حاشیہ سفینہ میں لکھا ہے، کہ میں نے مکرر یہ شعر خود نصرت کی زبان سے سنا، اور وہ اپنے کو بے دل کا شاگرد کہتے تھے

[2] دیوان مطبوعہ میں ایک غزل اس زمین میں ہی لیکن یہ شعر نہیں، کلیات میں اس زمین میں کوئی غزل غائب نہیں، سرو آزاد میں بھی یہ شعر نصرت کے نام مندرج ہی،

بدان کہ خامۂ سنبلستان نگار جبیں سائے آستانِ پاکے ست و دل غنچہ مثال پردہ کشائے حقیقت ایجاد بوے گل نفسے کہ شگفتگی از جبینِ بہار آئینش گلشن گلشن بہ خود بالیدن داشت، و بزرگی از ذات عرش کمالاتش عالم عالم سامانِ دکان چیدن می اپناشت،

با یدم شستن لب از مشک و گلاب تا بگویم نامِ آں قدسی جناب
سامعہ را وقتِ گل چینی رسید ناطقہ را صبح حق بینی دمید

درویش پادشاہ دماغ پوست تخت سرفرازی، پادشاہ (غالباً یہاں پر کوئی لفظ چھوٹ گیا ہے،) فراغ تخت روانِ بے نیازی، ابر دُربار شکوہ آسمان کمال، (؟) خورشید آسمان وقار جہان قال و حال، آئینۂ مظہر قدرتِ الٰہی جامے لبالبِ مے قدرتِ لامتناہی، قبلۂ لفظ و کعبۂ معانی، کدخدائے سخن وخداوند سخندانی،

(یہ لکھتے وقت [illegible] سفینۂ [illegible] علم [illegible] نسخہ [illegible] مجھے اپنی جیب [illegible] الہ آباد [illegible] سر کرتے میں ایسے [illegible] خامہ [illegible] بانم یا پرنم [illegible] ہے (از جناب خیال)

مرزا بیدل کہ رہ نمائے سخن ست پیغمبر و غوث و پیشوائے سخن ست
یکتاست در آفریدنِ طرزِ کلام باللہ کہ بے سخن خدائے سخن ست

نکہت گلستان و بوستان نذر شامۂ سامعہ باد بہ استشمام از احوالش سعادت کمالش

(کذا) سطر ۱۵ رباعی سبقت کی بیت اوّل سفینہ اور سفینۂ عشرت میں یوں ہی، مصرع ثانی کے بعض الفاظ کی صحت میں اب بھی تنک ہے،

آں ذاتِ ابد قدرت تنزیہ مقام عبد القادر نمود تشبیہش نام

سطر ۱۶ سکھراج رائے، سکھ راج،

صفحہ ۳۵۹ سطر ۱ و ۲ بہ قوت ریاضی بر ماضی و مستقبل روزگار اطلاع داشت، سطر ۱۱، ۱۲ ب انتخاب جزو زمان، سطر ۴ جنبش مژگان بے نم خامہ تحریر بود، سفینۂ چہار عنصر مطبوعہ اور چہار عنصر کے تین قلمی نسخوں میں، بے نم، لیکن جناب خیال کی رائے میں، بانم یا پرنم ہونا چاہئے، بے نم سے

ان کے نزدیک "پیہم" بھی مرجح ہے، سطر ۱۱ میرزا قلندر برادر اعیانی مرزا عبدالخالق سطر ۱۴ بادشاہ داشت سطر ۱۹ عارضۂ تپ،

صفحہ ۳۶۰ سطر ۱ سرمۂ ولا، جناب خیال نے اس کی جگہ سرمہ سا تجویز کیا ہی، سطر ۱ بصحت نگردیدے سطر ۵ گردن رعونت تارک ارتافت، سفینہ میں اسی طرح ہے، لیکن یہ صریحاً غلط ہی، سفینۂ عشرت میں اس مقام پر "گردن رعونت بر فلک تافت" خوشگو نے غالباً اسی طرح لکھا ہوگا، سطر ۱۱ گذاشتے سطر ۱۱ انفاس خوشش سطر ۱۴ بوسے بجنبش،

ص ۳۶۱ اہتزاز دقتش سطر ۱۰ ضروریات راہ در کار

صفحہ ۳۶۲ سطر ۸ بے تعینی بسر سطر ۱۰ میر کامگار سطر ۱۶ بسبب فرمایش، سفینہ میں "نسبت فرد تن" جناب خیال کی رائے میں "بسبب فرزندش"، سطر ۱۹ بمزاج،

صفحہ ۳۶۳ سطر ۱ بنگاہ سطر ۳ شادم الخ، یہ شعر ایک غزل کا ہے جو کلیات میں موجود ہے، قافیہ گاہ گاہی ہونا چاہئے، سطر ۴ دہ زلزلۂ آشفتگی بنیاد سطر ۵ از بد شعور سطر ۹ و اسپ خود سطر ۹ بستہ سطر ۱۰ دیں بادہ زبس زور نہ گنجد در ظرف، سطر ۸ اگر خامہ،

صفحہ ۳۶۴ سطر ۱ در تنگ و دو، سطر ۲ دو ہزار، سطر ۵ عصائے خرے از آہن، سطر ۶ داشتے، سطر ۶ بولاس، سفینہ میں ابولاسی، یہ لفظ تذکروں میں کئی طرح آیا ہی، گل رعنا میں انولاسی ہی اور منوہر سہائے صاحب انور ایم اے دہلوی سے معلوم ہوا کہ یہ صحیح ہی، انولاسی بہ واؤ مجہول ہی، سطر ۱۱ بسیار داشت، سطر ۱۲ چشم ہائے خجستہ، سطر ۱۲ وسعتے سطر ۱۳ ششش گرہ، سطر ۱۴ آہستہ وجدا جدا،

صفحہ ۳۶۵، سطر ۲ باز شدے سطر ۶ زیادہ گذشتے، سطر ۸ داشتے، سطر ۸ و ۹ میرزائی از سراپایش می بارید، سطر ۱۱ کہ بہ اصلاح عزیزیش نیاز افتادست، یہ مصرع سفینہ، سفینۂ عشرت اور گل رعنا میں یوں ہے کہ بہ اصلاح عزیزانش نیاز الخ، اس طرح بھی صحیح نہیں معلوم ہوتا، جناب خیال نے اس مصرع کی

تین شکلیں پیش کی ہیں، (۱) کہ با صلاح غلط ریش بہ نازالخ (۲) کہ بہ اصلاح خط و ریش بہ نازالخ (۳) کہ بہ اصلاح خط و ریش دراز الخ سطر ۱۳، تہ سر رشتہ،

صفحہ ۳۶۶، سطر ۱ و ۲۔ قافیے میں یاے معروف چاہئے، مزید تصحیح آیندہ ہوگی، سطر ۴ نیرنگ سطر ۷ چہ عرفی چہ فیضی، سطر ۹ استاداں می باشد سطر ۱۹، ور، کلیات میں وگر،

صفحہ ۳۶۷، سطر ۲ ہر گہہ سطر ۳، چہ علم بہ حشت، سفینہ و سفینۂ عشرت میں اسیطرح لیکن کلیات میں علم چہ وحشت" سطر ۳ چہ گو نہ سطر ۴ چناں، سفینہ اور کلیات دونوں میں اس طرح ہی چساں، سطر ۱۴ کتابت، سفینہ میں اسی طرح لیکن جناب خیال کی رائے میں کنایت ہو تو تعجب نہیں لیکن گل رعنا کے مصنف نے جو کچھ لکھا ہی، وہ "کتابت" کا موئید ہی صفحہ ۳۶۸ سطر ۷ تجمل، کمل، سطر ۹ ورنگے بے اندازہ سطر ۱۰ ایا ہزار، صفحہ ۳۶۹، سطر ۱۰ لفظ مسلّم کے بعد کاتب نے عبارت ذیل حذف کر دی ہی "امیدارید، ناظم خاں گفت از قدما ہر کہ باشد بس آں حضرت ہفدہ شعر، صفحہ ۳۷۰ سطر ۵ ہمیں قسم، سطر ۶ گہہ صفحہ ۳۷۱ سطر ۴ نہایت رونسے پانصد بیت سطر ۷، لنگ لنگاں بہ سر منزل سطر ۱۰ لب بدنہ، چہ بد عقیق سطر ۱۲ خفت بہ گل سطر ۱۲، از چہ، سطر ۱۳ چراز، سطر ۱۳ ابر کہ بدل سطر ۱۳، مصرع ۲ کلیات میں یوں ہی اور یہی صحیح ہی، کافتاد چہ یار از کہ سنگ کہ چہ دل سطر ۱۵ چناں، سفینہ میں صاف پڑھا نہیں جاتا، گل رعنا میں چہ ساں، اس میں چوں کی جگہ خوں بھی ہی، اس مصرع کی صحت میں شک ہی، سطر ۱۶ مصرع ۲ گل رعنا میں یوں ہی، گل بدنہ چہ بود نامۂ از کہ زیارہ بیت ثانی کی صحت میں بھی شک ہی، سطر ۱۹ ایرادنہ کردہ، سطر ۱۹ ہزار بیت صفحہ ۳۷۲ سطر ۵ ما ہمہ صفحہ ۳۷۳ سطر ۱۱ فشاند کلیات میں نشاند سطر ۱۰، خلقت سفینہ میں خلوت کلیات میں "خلقت" سطر ۱۸ نہ بیش، کلیات بہ پیش صفحہ ۳۷۴ سطر ۲ بگسست سطر ۱۵، مصراعی، صفحہ ۳۷۵ سطر ۵ جان وجید سطر ۱۱ ہرات، سفینہ میں برات کو کاٹ کر ہرات بنا دیا ہی، دراصل برات ہے، سطر ۱۱ بر زبان ہاست سطر ۱۸ بیت از قصائد صفحہ ۳۷۶ سطر ۴ بحر بستم سطر ۶ گرش سطر ۹ نفاق وحد سطر ۹ درآید تغافل، سطر ۱۰ کے آخر میں یہ الفاظ کاتب نے حذف کر دئے ہیں، ایں اشعار از آں جاست، اسکے بعد اشعار ہیں، جن کی تعداد کم و بیش ۲۰۰ ہے،